

قسط سوم:

”آپریشن (سرجری) کے اقسام و احکام“ اسلام کی نظر میں

مفتی اقبال حسین صاحب

پوسٹ مارٹم اور رشوت خوری:

اس وقت پوسٹ مارٹم رشوت خوری کا ایک بڑا ذریعہ ہے، مقدمہ کے سلسلے میں میت کا جب پوسٹ مارٹم کرنا ہو تو فریقین کی بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ پوسٹ مارٹم کا نتیجہ ان کے حق میں ہو، اس مقصد کے لئے ساز باز کی جاتی ہے۔ پولیس، ڈاکٹر اور مجسٹریٹ تک سب خوب رشوت لیتے ہیں، اور رشوت دینے والے کے حق میں من مانے فیصلے لکھے جاتے ہیں اور بے گناہ کو گناہ گار اور گناہ گار کو بے گناہ ثابت کرتے ہیں۔

اصول اسلامی کی تنبیخ:

شریعت مقدسہ و مطہرہ نے کسی بھی جرم و جنائت کے ثبوت کے لئے شہادت کو معیار قرار دیا ہے، جبکہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے شیطانی عمل نے اسلامی اصول شہادت کو غیر مؤثر کر دیا ہے۔ مغربی اور سامراجی تہذیب اسلامی اصول کی عین ضد اور اصول فطرت کے بالکل خلاف ہے، ایک شخص فائر کر کے بے گناہ کی جان لیتا ہے، اس کا خون بہہ رہا ہے اور دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں، گواہ موجود ہیں اور قاتل بھی پکڑا جا چکا ہے اور بسا اوقات وہ اقرار بھی کر لیتا ہے لیکن پھر بھی پوسٹ مارٹم ضروری ہے، اور پوسٹ مارٹم نے ثابت کیا کرتا ہے؟ پوسٹ مارٹم میں لکھا جاتا ہے کہ فائر سے ذرا پہلے مرنے والا سخت خوف زدہ ہو گیا تھا، شدت احساس سے اسے ہارٹ ایٹک ہو گیا اور ہارٹ ایٹک سے موت واقع ہو گئی، لہذا فائر بعد میں ہوا اور گولی چلانے والا بے قصور ہے اور اسے باعزت بری کر دیا جاتا ہے۔

گویا کہ پوسٹ مارٹم مغرب زدہ طبقہ کے ہاں حق کو باطل اور باطل کو حق ثابت کرنے کا ایک مہذب طریقہ ہے۔

جرائم پر پردہ ڈالنے کا ذریعہ:

اس وقت نہ صرف یہ کہ مروجہ پوسٹ مارٹم کے ذریعے جرائم کی روک تھام نہیں ہو سکتی بلکہ یہ جرائم پر پردہ ڈالنے کا ایک اہم ذریعہ بن چکا ہے، چنانچہ آئے دن اخبارات میں اس طرح کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ جرم کے ارتکاب پر مجرم پکڑ لیا جاتا ہے اور وہ جرم کا اقرار بھی کر لیتا ہے لیکن پھر بھی اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے اور کوئی بہانہ نکال کر مجرم کو بری کر دیا جاتا ہے۔

(پوسٹ مارٹم اور اس کی شرعی حیثیت ص ۱۷ طائفہ پبلشنگ ہاؤس راولپنڈی)۔

اب ہم پوسٹ مارٹم کے ناجائز ہونے کے بارے میں اکابر علماء کرام کے فتاویٰ جات نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ ہمارے اکابر علماء کرام نے ضرورت کے باوجود پوسٹ مارٹم کو ناجائز کیوں قرار دیا بنیادی وجہ میت کی توہین اور تذلیل ہے جیسا کہ آنے والے حوالہ جات سے معلوم ہوگا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا فتویٰ:

سوال:..... (۶۹۳) جب کوئی شخص زہر وغیرہ کھا کر یا کسی کے کھلانے سے مر جاتا ہے یا زخم و ضرب شدید سے مر جاتا ہے تو اس مردہ لاش کو ڈاکٹر لوگ چیر کر دیکھتے ہیں اور بعض دفعہ بعد چیرنے کے تمام لاش تو دوہا دیتے ہیں اور صرف دل و کبچہ و گردہ وغیرہ نکال کر بڑے ڈاکٹر کے پاس برائے ملاحظہ لاہور بھیجتے ہیں اور وہ بعد ملاحظہ وہیں کہیں داب یا پھینک دیتا ہے، پس عرض ہے کہ کوئی مسلمان ڈاکٹر ہو تو وہ ایسا کام کرے یا شرع شریف میں اجازت نہیں؟

الجواب:..... فی الدر المختار:

”حامل ماتت وولدها حی بضرب شق بطنها الی قوله ولو بلغ مال غیرہ ومات هل یشق قولان والاولی نعم فتح“

وفی رد المحتار:

”قوله ولو بلغ مال غیرہ) ای ولا مال له كما فی الفتح وشرح المنیة ومفهومہ انه لو ترک مالا یضمن ما بلغه لا یشق اتفاقا (قوله والاولی نعم) وانه وان کان حرمة الآدمی اعلی من صیانة المال لکنه ازال احترامه بتعدیه كما فی الفتح ومفاده انه لو سقط فی جوفه بلا تعد لا یشق اتفاقا“

اس سے معلوم ہوا کہ فی نفسہ میت کا چیرنا امر ناجائز ہے، صرف کسی دوسرے زندہ کی جان بچانے کے لئے یا مال محترم کے محفوظ کرنے کے لئے جبکہ اس کا بدل بھی نہ ہو سکے بضرورت شدیدہ اجازت دی گئی ہے اور صورت مسئلہ میں یہ ضرورت شدیدہ تحقق نہیں اور جو ضرورت و مصلحت اس کا سبب ہے وہ اس درجہ کی نہیں، اس لئے عدم جواز ہی کا حکم باقی رہے گا اور جس شخص کو کلیجہ و گردہ وغیرہ مل جاویں واجب ہے کہ ان کو دفن کر دے، پھینک کر بے حرمتی نہ کرے اور جس شخص کو ملازمت کی ضرورت سے ایسی چیز پھاڑ کا اتفاق ہو وہ اس فعل کو ناجائز سمجھے اور استغفار کرے، اور جب تک دوسری نوکری قابلِ بسر میسر نہ ہو یہ نوکری نہ چھوڑے کہ

”من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھم“ (امداد الفتاویٰ جلد ۱ ص ۵۰۸)۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی کا فتویٰ:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے۔

پوسٹ مارٹم کے لئے قبر کھود کر میت کو نکالنا:

سوال (۱): کیا زہر خوانی وغیرہ کے معاملات میں نعش دفن ہو جانے کے بعد بغرض پوسٹ مارٹم نعش برآمد کرنے کی شرعاً ممانعت ہے؟ نعش کا پوسٹ ایک وجہ ثبوت، چوتھم معاملات میں فراہم کرتا ہے۔

سوال (۲): اگر ایسا ہو تو کیا پولیس کو نعش برآمد کرنے سے روکنا، اس کے خلاف احتجاجی کارروائی کرنا مسلمانوں پر واجب ہے؟ خواہ وہ سلسلہ میں مزاحمت سرکاری ملازم کی زد میں بھی آتے ہوں۔

سوال (۳): کیا احترام قبر و میت شرع میں اس حد تک رکھا گیا ہے کہ قصاصی کارروائی کے سلسلہ میں بھی اگر نعش برآمد کرنے کی قانوناً ضرورت ہو تو بھی نہ کی جائے۔

سوال (۴): جو شخص پولیس میں اس مرگ مفاجات کی رپورٹ کرتا ہے وہ کسی حکم شرعی کا ذمہ دار قرار دیا جاسکتا ہے اور کسی شرعی سزا کا مستوجب ہے۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

جواب (۱): دفن کرنے کے بعد مذکورہ مقدمہ کے لئے نعش کو قبر کھود کر نکالنا شرعاً درست و جائز نہیں۔ نعش کو چیرنا بھی جائز نہیں۔ زہر کا ثبوت مجرم کے اقرار یا گواہوں کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جو ثبوت ہو وہ شرعی ثبوت نہیں اور ایسے

ثبوت پر کسی کو مجرم قرار دے کر سزا دینے کا بھی حق نہیں۔

جواب (۲):..... ایسی صورت میں قانونی چارہ جوئی و کیلوں سے کی جاسکتی ہے، قانون کو اپنے ہاتھ میں لے کر مقابلہ کرنے کے نتائج بسا اوقات اتنے خطرناک ہوتے ہیں کہ ان کا تحمل دشوار ہوتا ہے اور ایسا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے جس کا خمیازہ بہت سے بے قصوروں کو بھگتنا پڑتا ہے۔

جواب (۳):..... اس کا جواب نمبر ۱ میں آگیا۔

جواب (۴):..... اخفائے واردات جرم ہے، اگر اس جرم سے بچنے کے لئے اطلاع کی ہے کہ اگر اطلاع نہ کرتا تو وہ مستوجب سزا ہوتا تب تو مضائقہ نہیں۔ اگر اس تحفظ کے علاوہ دوسرا مقصد ہے کہ دوسروں کو بلا وجہ شرعی ذلیل کیا جائے تو یہ سخت محصیت ہے، اس نے قبر کی بھی بے حرمتی کی اور میت کی بھی بے حرمتی کی، اگر اقتدار اعلیٰ ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو شرعی سزا دینے کا مجاز ہو تو وہ حسب صوابدید تعزیر کر سکتا ہے، ہر شخص کو تعزیر کا حق نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۹ ص ۱۳۵ ط دار الافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

حضرت مولانا مفتی نظام الدین اعظمیؒ کا فتویٰ:

نظام الفتاویٰ میں ہے:

پوسٹ مارٹم کا حکم:

سوال:..... پوسٹ مارٹم کے متعلق حکم شرعی سے مطلع فرمائیں، جب کہ نفش کی حرمت اسی طرح برقرار رہے جس طرح زندہ انسان کی، اور زندہ کی طرح قطع و برید کو ناجائز قرار دیا گیا ہے البتہ مندرجہ ذیل مصالح اس صورت میں پائے جاتے ہیں۔

۱)..... اگر کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا حکم یہ جاننے کی جدوجہد کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلہ گھونٹنے سے یا ڈوب کر یا کسی اور پوشیدہ سبب کے نتیجہ میں ہوئی، تاکہ ظالم کی شناخت کر کے اس کو سزا دی جائے، اس کی سرکوبی کی جائے اور جرائم کی راہ مسدود ہو جائے۔

۲)..... دوسرا پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ بسا اوقات کسی کا انتقال ہوا اور موت کا سبب معلوم نہ ہونے کی بناء پر ایک بے قصور شخص محض شبہ کی بناء پر گرفتار کر لیا جاتا ہے لیکن نفش کے پوسٹ مارٹم کے بعد یقینی طور پر یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ مرنے والا طبعی موت مرا ہے

یا اس نے خودکشی کی ہے اس صورت میں وہ بے قصور شخص بچ جاتا ہے۔

(۳) تیسری مصلحت یہ ہے کہ کوئی وبائی مرض پھیل جاتا ہے تو ڈاکٹر لوگ پوسٹ مارٹم کے ذریعے اس بات کا پتہ لگاتے ہیں کہ اس کثرت اموات کے اسباب کیا ہیں؟ ان پر غور کر کے احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہیں۔

(۴) چوتھی مصلحت یہ بھی ہوتی ہے کہ انسانی نفش کو کھول کر انسانی اعضاء کی ترکیب، ہڈیوں کے جوڑ، مختلف اعضاء کے درمیان تناسب وغیرہ کو اس مقصد اور غرض کے لئے دیکھتے ہیں تاکہ بیماری اور اس کے اسباب اور طریق علاج پر عبور حاصل کر سکیں وغیرہ وغیرہ۔

الجواب:

پوسٹ مارٹم آیت کریمہ ولقد کرمانابی آدم (الآیہ) کے صریح خلاف ہے اور اس میں جو مصالح اور مقاصد تحریر ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی واجب التحصیل نہیں ہے علاوہ ازیں اس میں انسان کو نکال کر نا بھی لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا ظاہر ہے اور علاوہ ازیں اور بہت سے دیگر شرعی مفاسد کا باب کھلتا ہے اور بہ سبیل تسلیم پتہ بھی لگ جائے کہ اس کی موت زہر وغیرہ سے ہوئی ہے جب بھی ظالم یا مجرم کی تعین نہیں ہو سکتی اس لئے اس فعل کے ارتکاب کی شرعا اجازت نہیں ہوگی۔ اگر کوئی غیر مسلم کے نفش پر ایسا کرے یا کسی غیر اسلامی ممالک میں ایسا کیا جائے تو یہ فعل حجت شرعی نہیں بن سکتا اس لئے شرعا اس کی اجازت نہیں ہوگی۔

(نظام الفتاویٰ جلد اول ص ۴۱۲ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب نے پہلے جواز کا فتویٰ دیا تھا وہ فتویٰ حضرت کا پرانا ہے جبکہ بعد میں حضرت نے عدم جواز کا فتویٰ دیا اس لئے پہلے والے فتویٰ کا اعتبار نہیں۔

حضرت مولانا مفتی برہان الدین سنہلی کا فتویٰ:

حضرت مولانا برہان الدین سنہلی لکھتے ہیں:

پوسٹ مارٹم کا حکم:

انہی نصوص و اقوال سے جن سے ہڈی توڑنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے انسان کے پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے (جیسا کہ عام طور پر معروف بھی ہے) اس بارے میں ایسے ہی اقوال تقریباً تمام شراح حدیث کے

ملنے ہیں مزید یہ کہ مردہ کا کوئی عضو کاٹ کر علیحدہ کرنا مسئلہ ہے اور مسئلہ کی حرمت تقریباً متفق علیہ ہے اس لئے یہ حکم تمام علماء امت کے درمیان متفق نظر آتا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا نقول سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

مجمع فقہائین الظاہری کی یہ عبارت بھی اس کی مؤید ہے:

”اکل المحرمات وشربها عند الضرورة حلال حاشا لحوم بنی آدم وما یقتل من تناولہ

فلا یحل من ذلک شیء“ (جلد ۲ ص ۵۱۷)۔

یعنی انسان کا گوشت اور اس کے اجزاء کے استعمال کی کسی صورت میں اجازت نہیں، البتہ اضطراری حالت میں اس کے علاوہ دوسری حرام چیزوں کا استعمال جائز ہے۔

ان دلائل کی بنیاد پر اس مسئلہ کا یہ حکم سامنے آتا ہے کہ اعضاء انسانی (خواہ زندہ انسان کے ہوں یا مردہ) ان کی کانٹ چھانٹ یا چیر پھاڑ ممنوع ہے کیونکہ اس میں انسانیت کی توہین ہے (موجودہ زمانہ کے مسائل کا شرعی حل ص ۲۶۹ الفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور)۔

دارالعلوم حقانیہ کا فتویٰ

فتاویٰ حقانیہ میں ہے:

پوسٹ مارٹم کا حکم

سوال: عصر حاضر میں اگر کوئی قتل ہو جائے یا کسی حادثہ میں ہلاک ہو جائے تو ہسپتال میں اس کا پوسٹ مارٹم کیا جاتا ہے، جس میں اعضاء کی قطع و برید ہوتی ہے، تو شریعت مقدسہ میں اس عمل کا کیا حکم ہے؟

الجواب: جس طرح انسان کا احترام اس کی زندگی میں مسلم ہے، اسی طرح موت کے بعد بھی قابل احترام ہے۔

جس طرح زندہ انسان کو ایذا دینا موجب جرم و گناہ ہے، اسی طرح مردہ انسان کو بھی ایذا دینا موجب جرم و گناہ ہے، اس لئے فقہاء کرام نے بعد الموت انسانی اعضاء کی قطع و برید کو خلاف شرع قرار دے کر پوسٹ مارٹم کو ایک قبیح اور ناجائز عمل کہا ہے۔

”لما قال الباجی یرید ان لہ من الحرمة فی حال موته مثل ماله منها حال حیاته وان کسر

عظامه فی حال موته یحرم کما یحرم کسرھا حال حیاته“

(فتاویٰ حقانیہ جلد ۲ ص ۳۹۸ ط جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک نوشہرہ)۔

حضرت مولانا مفتی رضاء الحق صاحب کافتویٰ:

فتاویٰ دارالعلوم زکریا میں ہے۔

پوسٹ مارٹم کا شرعی حکم:

سوال: پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ میت کی توہین میں داخل ہے یا نہیں؟

الجواب: میت کے ساتھ ہر وہ کام کرنا جس سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے جائز اور درست نہیں ہے، اور پوسٹ مارٹم میں جسم کی تقطیع ہے اور یہ معاملہ اگر زندہ کے ساتھ کیا جائے تو ضرر رساں ہے لہذا میت کے ساتھ بھی درست نہیں ہوگا اس میں جسم انسانی کی توہین ہے حتیٰ الامکان اپنی میت کو اس سے بچانا چاہئے، لیکن اگر مجبوراً کرنا پڑے تو اس کی گنجائش ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا جلد ۲ ص ۶۱۲ کتاب الصلاۃ ط زمزم پبلشرز کراچی)۔

غیر مقلد عالم مبشر احمد صاحب کی رائے:

دور حاضر میں انسانی لاش کا پوسٹ مارٹم عام وطیرہ بن چکا ہے۔ اس کے ذریعے قتل یا زخمی ہونے کی صورت میں وجوہات قتل وغیرہ کی آڑ میں انسانی اعضاء کی چیر پھاڑ کی جاتی ہے۔ ہمیں قرآن وحدیث میں غور و فکر کرنا ہے کہ کیا کسی میت کی چیر پھاڑ کرنا شرعی طور پر درست ہے؟ مختلف ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پوسٹ مارٹم انسانیت کی توہین ہے اور یہ مثلہ کے ضمن میں آتا ہے۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۳۷ ڈاکٹر محمد شوکت شوکانی ط دارالاندلس لاہور)۔

حافظ عند المنان نور پوری کی رائے:

کہا جاتا ہے کہ قتل کا سراغ لگانے اور قتل کی وجوہات تلاش کرنے کے لئے پوسٹ مارٹم ضروری ہے۔ اسی طرح ذاتی سیکشن کے جواز میں کہا جاتا ہے کہ اس کے ذریعے بیماریوں کا سدباب اور طبی تحقیق کی راہیں کھلتی ہیں۔

تاکلین کا یہ بھی کہنا ہے کہ پوسٹ مارٹم اور ڈاکٹی سیکشن انسانی صحت کی بحالی میں اہم کردار ادا کرتے ہیں حالانکہ ہر وہ کام جو خلاف شریعت ہو، وہ انسان کی تباہی و بربادی کا سبب تو بن سکتا ہے فلاح و کامیابی کا ذریعہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ احادیث میں واضح

طور پر موجود ہے کہ مردہ انسان کی ہڈی توڑنا زندہ انسان کی ہڈی توڑنے جیسا ہے اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مثلہ کرنے سے منع کیا ہے۔

پوسٹ مارٹم مثلہ کی جدید قسم ہے۔ ان دونوں کی شریعت میں کوئی مجابائش نہیں۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ ان کے ذریعے جرائم کی بخ کنی ہوتی ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا اس سے دنیا میں قتل و غارت کی وارداتیں کم ہو گئی ہیں؟ اگر جرائم کی بخ کنی کا دعویٰ تسلیم کر لیا جائے تو چاہئے تو یہ تھا کہ وارداتیں کم ہو جائیں لیکن یہ سلسلہ دن بدن بڑھ رہا ہے اور ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اسی طرح ڈائی سیکشن کے متعلق دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اس سے بیماریوں کا قلع قمع ہوتا ہے یہ دعویٰ بھی محل نظر ہے امن و امان کی بحالی انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے ممکن نہیں۔ پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن دونوں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام ہیں ہمیں یہ بات اچھی طرح سے جان لینی چاہئے انسان کی کامیابی اسلام کے بتائے ہوئے طریقوں میں مضمر ہے۔ جب انسان اسلام کے بتائے ہوئے طریقے سے ہٹ جاتا ہے تو وہ راہ ہدایت سے بھٹک جاتا ہے۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۴۱ اطہ دارالاندلس لاہور)۔

حافظ صلاح الدین یوسف کی رائے:

جدید مسائل میں ایک اہم مسئلہ انسانی لاش کے پوسٹ مارٹم کا ہے۔ اس کی افادیت یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس کے ذریعے ملزم کا سراغ لگانے میں مدد ملتی ہے علاوہ ازیں میڈیکل کے طلباء و طالبات کو بھی میڈیکل تجربات کے لئے لاش کی چہرہ چاڑ سے بہت فائدہ حاصل ہوتے ہیں لیکن پوسٹ مارٹم کے ذریعے جو انسانی لاش کی بے حرمتی کی جاتی ہے یہ قہوڑا سا فائدہ بے حرمتی کے لئے جواز نہیں بن سکتا جبکہ انسانی لاش کی بے حرمتی حدیث نبوی ﷺ کی رو سے حرام اور ممنوع ہے۔

علاوہ ازیں یہ دونوں فائدے ایسے ہیں کہ جن کے لئے دیگر ذرائع بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں بنا بریں پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن کا موجودہ طریقہ اور سلسلہ ایسا ہے کہ اس کا شرعی جواز سخت محل نظر ہے۔ اس کے لئے متبادل ذرائع سوچنے اور اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

پوسٹ مارٹم کا مروجہ طریقہ کار بالکل غیر شرعی، غیر اسلامی، اور غیر انسانی ہے، جس میں مسلمان لاشوں کی سخت بے حرمتی ہوتی ہے۔ لاشوں کا جو حشر کیا جاتا ہے وہ بیان کردہ صورتحال کے پیش نظر انتہائی غیر اخلاقی ہے۔ جس کی کوئی بھی لواحق اور میت کا وارث اجازت نہیں دیتا۔ اگر اس کا مقصد صرف کیس کی تحقیق میں مدد لینا ہے تو صرف میت کی ظاہری لاش کا معاینہ کیا جاسکتا ہے وہ بھی پردے اور آداب انسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی چہرہ چاڑ کرنا، بعض اعضاء کو بطور دوائی استعمال میں لانا اور خرید و فروخت

کرنا یہ قطعی طور پر درست نہیں بلکہ حرام ہے۔

قاتل کے تعین کے لئے شرعی ضابطہ:

اسلام نے قاتل کے تعین کے لئے ایک قانون اور ضابطہ پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں مدعی قتل کی نظر میں قاتل معلوم ہے یا نہیں اگر معلوم ہے تو دعویٰ کے ثبوت کے لئے مدعی قتل سے گواہ طلب کئے جائیں گے گواہوں کی شہادت کی موجودگی میں ملزم کو قاتل قرار دیا جائے گا گواہ نہ ہونے کی صورت میں ملزم سے قسم لی جائے گی کیونکہ اسلام کا ایک واضح قانون ہے۔ ”البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر“ مدعی پر گواہ پیش کرنے لازم ہیں اور منکر پر قسم لازم ہوگی (اور ملزم کو بری کر دیا جائے گا۔ اگر قاتل غیر معلوم تھا قتل کر کے بھاگ گیا۔ تو اس صورت میں اسلام نے قسامۃ کا قانون پیش کیا ہے۔

قسامت کا لغوی معنی و مفہوم:

لغوی معنی: لغت میں قسامت کے متعدد معانی آتے ہیں مثلاً قسم، صلح، حسن و جمال وغیرہ۔

احناف کے نزدیک قسامت کا اصطلاحی معنی:

شمس الائمہ سرخسیؒ فرماتے ہیں:

”واذا وجد الرجل قتيلا في محلة قوم فعليهم أن يقسم منهم خمسون رجلا بالله ما قتلنا ولا علمنا له قاتلا ثم يغرمون الدية“ . (مبسوط سرخسی جلد ۲۵ ص ۱۰۶ ابوبکر محمد بن احمد ط اداره القرآن والعلوم الاسلاميه كراچي).

جب کسی محلہ میں مقتول پایا جائے تو ضروری ہے کہ اہل محلہ میں سے پچاس افراد قسم کھا کر کہیں کہ بخدا ہم نے اسے نہ تو قتل کیا ہے اور نہ ہی ہمیں قاتل کا علم ہے۔ پھر ان سے دیت بھی وصول کی جائے گی۔

علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

”فی عرف الشرع تستعمل فی الیمین باللہ تبارک وتعالیٰ بسبب مخصوص وعدد مخصوص وعلی شخص مخصوص وهو المدعی علیہ علی وجه مخصوص“

(بدائع الصنائع جلد ۶ ص ۳۵۲ ط المکتبہ حقانیہ پشاور)۔

شرعی اصطلاح میں مخصوص طریقہ سے مخصوص شخص (یعنی مدعی علیہ) کے خلاف کسی مخصوص سبب سے ایک مخصوص تعداد میں قسم کھانا قسامت کہلاتا ہے۔

قسامت کی شرعی حیثیت:

جمہور علماء کے نزدیک قسامت شرعاً درست ہے۔ البتہ بعض علماء سلف قسامت کے قائل نہیں:

جمہور علماء کا نظریہ اور ان کے دلائل:

جمہور صحابہ، تابعین اور فقہاء کے نزدیک قسامت جائز ہے۔ جمہور کے دلائل درج ذیل ہیں۔

(۱) اصول یہ ہے کہ مدعی گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ قسم کھائے۔ اس کی تائید درج ذیل احادیث سے ہوتی ہے۔

پہلی دلیل: ” عن سهل بن ابی حمزة وعن رافع بن خديج انهما قالا خرج عبد الله بن سهل بن زيد ومحبيصه بن مسعود بن زيد حتى اذا كانا بنخير تفرقا في بعض ما هنالك ثم اذا محبيصه يجد عبد الله بن سهل قتيلا فدفنه ثم اقبل الى رسول الله ﷺ هو وخويصة بن مسعود وعبد الرحمن بن سهل وكان اصغر القوم فذهب عبد الرحمن يتكلم قبل صاحبه فقال له رسول الله ﷺ كبر فصمت فتكلم صاحبه وتكلم معهما فذكروا لرسول الله ﷺ مقتل عبد الله بن سهل فقال لهم اتحلفون خمسين يمينا فتستحقون صاحبكم قالوا كيف نحلف ولم نشهد قال فتبرئكم يهود بخمسين يمينا قالوا كيف نقبل ايمان قوم كفار فلما رأى ذلك رسول الله ﷺ أعطى عقله “ (مسلم شریف)

” سهل ابن ابی حمزة اور رافع بن خدیج نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ ابن سہل اور محیصہ ابن مسعود سفر پر نکلے، جب دونوں خیبر پہنچے تو دونوں وہاں کسی مقام پر الگ الگ ہو گئے۔ اچانک وہاں محیصہ کو عبد اللہ ابن سہل مقتول حالت میں ملے۔ انہوں نے اسے وہاں دفن کر دیا۔ پھر محیصہ ابن مسعود، خویصہ ابن مسعود اور عبد الرحمن بن اسحاق حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عبد الرحمن ابن سہل ان میں چھوٹے تھے جب وہ اپنے دیگر ساتھیوں کی طرف سے بات شروع کرنے لگے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو عمر میں بڑا ہے اسے بات کرنے کا موقع دیں، تو وہ خاموش ہو گئے۔ پھر دوسرے دو ساتھیوں نے بات کی اور عبد الرحمن ابن

سہل نے بھی بات کی۔ انہوں نے عبداللہ ابن سہل کے قتل کا واقعہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم پچاس قسمیں کھاتے ہو کہ اپنے مقتول ساتھی کے حق دار قرار پاؤ یا قاتل کا تعین ہو جائے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں تو کس طرح قسمیں کھائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر یہودی پچاس قسمیں کھا کر تمہیں بری الذمہ کر دیں۔ انہوں نے کہا ہم کافر لوگوں کی قسمیں کس طرح قبول کر سکتے ہیں۔ جب رسول اکرم ﷺ نے یہ صورتحال دیکھی تو آپ ﷺ نے اس کی دیت ادا کی۔

وضاحت:

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قسامت جائز ہے۔ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مقتول کے اولیاء کے لئے کسی فرد پر دعویٰ مشکل ہو اور قاتل معلوم نہ ہو تو اس صورت میں پچاس قسمیں دی جائیں گی لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ اولیاء مقتول کو یہودی قسموں کا اعتبار نہیں ہے، تو آپ ﷺ نے عبداللہ بن سہل کے خون کو رائیگاں ہونے سے بچانے کے لئے بیت المال سے اس کی دیت ادا کر دی۔

دوسری دلیل :..... ” عن عمرو وشعيب عب ابیه عن جدہ أن رسول الله ﷺ قال : البينة على المدعى واليمين على من انكر الا فى القسامة

(سنن دار قطنی جلد ۲ ص ۲۱۸ رقم الحدیث ۵۲)

عمرو بن شعيب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مدعی کے ذمے ثبوت ہے اور قسم انکار کرنے والے پر ہے سوائے قسامت کے۔

وضاحت :..... اس حدیث میں حقوق کے اثبات کا عمومی ضابطہ ذکر کیا گیا ہے کہ مدعی ثبوت پیش کرے گا اور مدعی علیہ سے قسم لی جائے گی لیکن قسامت کا قانون اس عمومی ضابطہ سے مستثنیٰ ہے۔ اگرچہ اس حدیث کی صحت میں کچھ محدثین نے کلام کیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی دیگر دلائل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

بعض سلف کا قسامت کے جواز سے انکار:

قاضی عیاضؒ فرماتے ہیں کہ بعض علماء سلف مثلاً ابو قلابہؒ، سالم بن عبد اللہؒ، سلیمان بن یسارؒ، قتادہؒ، مسلم بن خالدؒ اور عمر بن عبد العزیزؒ (ایک روایت کے مطابق) قسامت کے قائل نہیں ہیں کیونکہ ان کے نزدیک قسامت ثابت نہیں اور کئی پہلوؤں سے

اصول شریعت کے خلاف ہے۔

قسامت کی شرائط:

چونکہ قسام کا طریقہ مخصوص حالات میں اختیار کیا جاتا ہے اور یہ شریعت کے عمومی قواعد اور قیاس سے ہٹ کر ایک استثنائی صورت ہے اس لئے فقہاء نے قسامت کے لئے کچھ شرائط مقرر کی ہیں۔

احناف کے نزدیک شرائط قسامت:

احناف کے نزدیک قسامت کی سات شرائط ہیں:

(۱)..... جسم پر زخم یا چوٹ کا نشان: مقتول کے جسم پر زخم ہو یا چوٹ ہو، گلہ گھونٹ جانے کا نشان ہو۔ اگر اس قسم کی کوئی علامت نہ پائی جائے تو پھر نہ قسامت ہے اور نہ دیت، کیونکہ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طبعی موت مرا ہوگا۔

اسی طرح اگر خون منہ، ناک، پاخانے یا پیشاب کے مقام سے نکلا ہو تو بھی قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا۔ ان مقامات سے کسی چوٹ یا ضرب کے بغیر نکسیر یا قے کی وجہ سے بھی خون نکل سکتا ہے۔ اس لئے کہ ظاہر احوال کے مطابق وہ شخص مقتول نہیں ہے۔ اگر خون آنکھ یا کان سے بہہ رہا ہو تو ایسی صورت میں قسامت اور دیت ہے کیونکہ ان جگہوں سے بالعموم کسی دوسرے شخص کی ایذا و رسانی کے بغیر خون نہیں نکلتا۔ یہی وجہ ہے کہ احناف کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے کہ ظاہر حال مدعی کے سچا ہونے کی گواہی دے بلکہ یہی کافی ہے کہ مقتول کسی محلہ میں پایا جائے اور اس پر قتل کے آثار بھی موجود ہوں۔

علامہ سرحسیؒ فرماتے ہیں:

”والقتل عندنا کل میت به الثر فان لم یکن فیہ الفیہ ولا دية“

(المبسوط جلد ۲۵ ص ۱۱۴)

ہمارے نزدیک مقتول ہر وہ مردہ شخص ہے جس پر قتل کا کوئی نشان ہوا اگر قتل کا کوئی نشان نہیں ہے تو پھر قسامت

اور دیت نہیں ہے۔

(۲) قاتل کا علم نہ ہو:

احناف کے نزدیک قسامت کے لئے دوسری شرط یہ ہے کہ یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قاتل کون ہے؟ اگر قاتل معلوم ہے تو پھر قتل عمد میں قصاص ہے اور قتل خطاء اور شبہ عمد وغیرہ میں دیات ہے

(۳) مقتول انسان ہو:

اگر کوئی جانور کسی محلہ میں مردہ پایا جائے تو قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جاتا کیونکہ قسامت خلاف قیاس ہے اور جو چیز کسی صریح حکم سے خلاف قیاس ثابت ہو اسے اسی معاملہ تک محدود رکھا جاتا ہے اس پر مزید قیاس نہیں کیا جاتا۔

(۴) عدالت میں دعویٰ دائر کیا ہو:

قسامت کے لئے ضروری ہے کہ اولیاء مقتول نے دعویٰ عدالت میں دائر کر دیا ہو کیونکہ قسامت قسم ہی ہے اور قسم اس وقت دلانا ضروری ہوتا ہے جب کوئی دعویٰ کیا جائے۔

(۵) قتل کے ارتکاب سے انکار:

مدعی علیہ جب قتل کے ارتکاب سے انکار کر دے تو قسامت لازم آتی ہے۔ اگر مدعی علیہ قتل کا اقرار کر لے یا قتل کے بارے میں بتا دے تو پھر قسامت نہیں ہے۔

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

” وفيها اي نم شروط النقسامه انكار المدعى عليه لان اليمين وظيفة المنكر قال عليه الصلوة والسلام واليمين على من انكر “ . (بدائع الصنائع جلد ۶ ص ۳۵۷ ط مکتبہ حقایقہ پشاور)۔

یعنی قسامت کی ایک شرط یہ بھی ہے مدعی علیہ قتل سے انکار کر دے کیونکہ قسم منکر کے ذمہ داری ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: قسم کی ذمہ داری اس کی ہے جو انکار کرے۔

(۶) چونکہ قسم دلانا اولیاء مقتول کا حق:

چونکہ قسم دلانا اولیاء مقتول کا حق ہے اس لئے ضروری ہے کہ ان کی طرف سے قسامت کا مطالبہ ہو علامہ کا سائی فرماتے ہیں:

” ومنها : المطالبة بالقسمه لأن اليمين حق المدعى وحق الانسان يوفى عند طلبه “

(بدائع الصنائع جلد ۶ ص ۳۵۷)

(۷) وہ مقام جہاں سے مقتول کی لاش ملی:

وہ مقام جہاں سے مقتول کی لاش ملی ہے اس کا کوئی مالک ہو یا وہ کسی کے قبضہ میں ہو اگر وہ کسی کی ملک یا قبضہ میں نہیں ہے تو پھر قسامت نہیں ہے مثلاً مقتول کی لاش شارع عام، مارکیٹ، پل، دریا یا کسی جامع مسجد سے برآمد ہوئی ہے تو ایسی صورت میں بیت المال سے دیت ادا کی جائے گی قسامت کا طریقہ اختیار نہیں کیا جائے گا (دیکھیں حوالہ بالا)۔

قسامت کا طریقہ:

احناف، حسن بصری، امام شعبی، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ ابتداء میں قسمیں مدعی علیہم سے لی جائیں گی۔ اگر وہ قسمیں کھالیں تو پھر اہل محلہ پر دیت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ حضرت عمرؓ کا بھی اس قسم کا ایک فیصلہ مقتول ہے صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی حضرت عمرؓ کے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی۔

احناف کی دلیل:

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

” ولنا قوله عليه السلام البينة على المدعى واليمين على من انكر وفي رواية على المدعى عليه وروى سعيد بن المسيب أن النبي ﷺ بدأ باليهود بالقسمه وجعل الدية عليهم لوجود القتل بين اظهرهم “

(ہدایہ جلد ۴ ص ۳۹۷ طدارالاحیاء التراث العربی)۔

ہمارے پاس دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ بارشہوت مدعی پر ہے اور منکر کے ذمے ہے ایک روایت میں ہے کہ قسم مدعی علیہ پر ہے۔ سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود سے پہلے قسمیں لی تھیں اور ان کے پاس مقتول کے پائے جانے کی وجہ سے دیت ان پر لازم کی تھی۔

دوسری دلیل:..... صحیح بخاری میں منقول ہے کہ ایک انصاری صحابی سہیل ابن ابی حمزہ نے انہیں بتایا کہ ان کے قبیلہ کے کچھ افراد خیر گئے وہی واقعہ جس کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں آپ ﷺ نے ان سے فرمایا:

”فاتونی البینۃ علیمن قتله، قالوا ما لنا بینۃ قال قال فیحلفون قالوا لا نرضی بایمان الیہود
فکرہ رسول اللہ ﷺ ان یبطل دمہ فوادہ مائۃ من اہل الصدقۃ“ (بخاری شریف)۔

قاتل کے متعلق ثبوت پیش کرو انہوں نے کہا ہمارے پاس تو کوئی ثبوت نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر یہود قسمیں کھائیں گے، انہوں نے کہا کہ ہم یہود کی قسموں سے مطمئن نہیں ہیں، رسول اکرم ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا کہ مقتول کا خون رائیگاں جائے تو آپ ﷺ نے بیت المال کے اونٹوں سے سوانٹ دے دئے۔

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ عام دعاوی کی طرح یہاں بھی رسول اللہ ﷺ نے مدعی سے ثبوت طلب کیا، ثبوت نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہم کو قسمیں دلانے کی بات کی۔

تیسری دلیل:..... رافع بن خدیج نقل کرتے ہیں کہ خیبر میں ایک شخص قتل ہو گیا۔ مقتول کے ورعاء رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا آپ ﷺ نے فرمایا: لک شہدان یشہدان علی قتل صاحبکم قالوا یا رسول اللہ لم یکن ثم احد من المسلمین وانما ہم یہود وقد یجترؤن علی اعظم من هذا قال فاختاروا منہم خمسین فاسحلفوہم فابوا فوادہ النبی ﷺ من عنده (ابوداؤد)۔

تمہارے پاس ایسے دو گواہ ہیں جو تمہارے ساتھی کے قتل پر گواہی دیں انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول وہاں تو کوئی مسلمان نہیں تھا وہاں تو صرف یہود تھے وہ تو اس سے بھی بڑھ کر جرات کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں قسمیں دلائیں تو انہوں نے انکار کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے پاس سے دیت دی۔

مذکورہ دلائل سے واضح ہوا کہ اولیاء مقتول سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ جن پر دعویٰ قتل ہے ان سے قسمیں لی جائیں گی اور اگر قسم کھانے سے انکار کر دیں تو قاضی ان کو قید رکھے گا یہاں تک کہ قسمیں کھالیں اور قسم کھانے کے بعد وہ لوگ بری نہیں ہوں گے بلکہ دیت کا ادا کرنا ان کے ذمے لازم ہوگا۔

اس لئے پوسٹ مارٹم کے بجائے قسامت کے قانون شرعی کو نافذ کیا جائے اسلام کے قانون کو تبدیل کرنے کے بجائے انگریز ساختہ قانون کو تبدیل کیا جائے۔ اسلام کے قانون کے مقابلے میں انگریز ساختہ غیر شرعی قانون پر عمل کی اجازت ہرگز نہیں

دی جاسکتی کہ جس سے مکرم انسانیت کو پامال کیا جائے۔ ستم بالاسم یہ کہ پہلے مقتول کو ظلماً قتل کیا گیا پھر دوبارہ اس کے جسم کی چیر چھاڑ کر کے اسے تکلیف دینے والی جاتی ہے لہذا حتی المقدور پوسٹ مارٹم سے اجتناب کیا جائے۔

مجلہ الدعوة فروری ۲۰۰۵ء کی اشاعت میں جناب ارشاد احمد صاحب کا تحقیقی مضمون کئی قسطوں میں شائع ہوا اس کے بعض مندرجات یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔ جو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

K.E کالج کا مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا: مضمون نگار لکھتا ہے کہ میں نے اس علاقے میں رہائش پذیر متعدد لوگوں سے ملاقاتیں کیں جو معلومات سامنے آئیں وہ نہایت روح فرسا اور لرزہ خیز ہیں۔

یہاں کے لوگ روزانہ اپنی صبح کا آغاز اگر بتیاں سلگا کر کرتے ہیں تاکہ وہ انسانی گوشت کے جلنے کی بدبو سے بچ سکیں۔ کراکری کی ایک دوکان کے مالک سے جب میں نے معلومات چاہی تو اس کا کہنا تھا: آپ ہم سے کیا پوچھتے ہیں یہ دھواں جو اٹھ رہا ہے جا کر اسے دیکھیں آپ کو خود ہی پتہ چل جائے گا کہ یہ اناٹومی ایریا ہے یا شمشان گھاٹ۔ پریکٹیکل کے بعد بچے کچھ گوشت کو یہاں پھینک کر آگ لگا دی جاتی ہے۔ بعض دفعہ مہینے میں دو تین دفعہ آگ لگائی جاتی ہے ایک دفعہ لگائی گئی آگ چار پانچ دن تک سلتی رہتی ہے یوں انسانی گوشت سے جلنے کی بدبو ناقابل برداشت حد تک پھیل جاتی ہے۔

ایک اور دوکاندار نے بتایا: اگر اناٹومی ایریا میں لاشوں کے اعضاء کو جلا دیا جاتا ہے تو مردہ خانہ میں لاوارث لاشوں کی ہڈیاں فروخت کر دی جاتی ہیں۔ ہڈیوں کے خریدار میڈیکل کالج کے طلباء و طالبات ہوتے ہیں یا پھر جادو ٹونہ کرنے والے۔

نذیر علی نامی ایک شخص نے جس کی یہاں اپنی دوکانیں ہیں اور ان کے اوپر اس کی رہائش ہے، جہاں سے اناٹومی ایریا کی تمام سرگرمیاں نظر آتی ہیں، کہتے ہیں: اناٹومی ایریا یا مردہ خانہ میں ہم نے جو انسانی لاشوں کی بے حرمتی دیکھی، اس کا کم از کم کسی مسلمان ملک میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔ ایک دفعہ اناٹومی ایریا کی دیوار پر انسانی جسم کے لوتھڑے، چربی اور پھیپھڑے نما اعضاء پھینک دیئے گئے۔ یہ اعضاء آدھے دیوار پر اور آدھے دیوار سے نیچے اس طرح لٹک رہے تھے کہ جس طرح جھاڑیوں پر بوسیدہ کپڑا لٹکا ہوا۔ جب میں نے اناٹومی کی سربراہ لیڈی ڈاکٹر سے بات کی تو اس نے معذرت کرنے کے بجائے کہا جو کچھ ہے ہماری اپنی حدود میں ہے اپنی حدود میں ہم جو چاہیں کریں تم نے جو کرنا ہے کرلو۔

نذیر علی کہتے ہیں کہ مردہ خانہ اور اناٹومی ایریا کے باہر ہم نے کتوں کو انسانی اعضاء منہ میں اٹھائے بھاگتے اور خاکروہوں کو انسانی اعضاء جلاتے ہوئے خود دیکھا ہے۔ مجھے وہ خوف ناک منظر کبھی نہیں بھولا جب میں نے ایک طاقتور کتے کو ایک کمزوری لاش گھسیٹے دیکھا، وہ منظر بھی میرے سامنے ہے جب میں کوؤں کو انسانی لاشیں نوچتے، کتوں کو انسانی اعضاء کھاتے اور خاکروہوں کو

انسانی اعضاء جلاتے دیکھا۔

چشم دید صورت حال:

اس کے بعد میں نے اناٹومی ایریا کو خود دیکھنے کا فیصلہ کیا جب میں وہاں پہنچا تو 12x12 کا کباڑ خانہ گندگی اور غلاظت سے بھرا ہوا تھا۔ انسانی اعضاء بکھرے پڑے تھے اور آگ سنگ رہی تھی۔ میں دکھی اور بوجھل دل کے ساتھ وہاں اناٹومی کی سربراہ ڈاکٹر عطیہ سے ملنے کا پروگرام بنایا۔ جب ان کے آفس پہنچا تو وہ وہاں موجود نہ تھیں ان کی عدم موجودگی میں ڈاکٹر توقیر سے ملاقات ہو گئی، میں نے ان سے سوال کیا کہ کیا آپ ڈائی سیکشن سے پہلے ان لاشوں کو غسل دے کر جنازہ وغیرہ پڑھاتے ہیں؟

ڈاکٹر صاحب کا جواب تھا کہ ہمارے ہاں لاشوں کو غسل دینے اور جنازہ پڑھانے کا کوئی اہتمام نہیں البتہ وہ لاوارث لاشیں جو انسانیت کے بہتر مستقبل کے لئے استعمال ہوتی ہیں ہم ان کی عظمت کو سیلوٹ ضرور کرتے ہیں۔

سیلوٹ فوت ہونے والے مسلمان کی نماز جنازہ کا متبادل ہو سکتا ہے؟ میرے اس سوال کے جواب میں ڈاکٹر توقیر کہنے لگے کہ آپ کی بات تو درست ہے مگر K.E. کالج میں نماز جنازہ کا رواج نہیں۔

عالم عرب کے مشہور ڈاکٹر سر جن احمد شرف الدین اپنے دور طالب علمی کی یادیں تازہ کرتے ہوئے کہتے ہیں جب میں قصر عینی قاہرہ کے میڈیکل کالج کا سٹوڈنٹ تھا تب میں نے خود دیکھا کہ ڈائی سیکشن یعنی چیر پھاڑ کے دوران لاشوں کی بے حرمتی کی جاتی تھی یہاں تک کہ طلباء سگریٹ پی کر اسے میت کے ساتھ مسل کر بچھایا کرتے۔

پرانے خاکروب کی زبانی:

یہ صاحب صبح ہیں اور اب تک ہزاروں پوسٹ مارٹم کر چکے ہیں۔ یہ بھی مجھے ایک پوسٹ مارٹم ایگزامینیشن لیبارٹری میں لے گئے جہاں ایک برہنہ لاش کی چیر پھاڑ کا عمل جاری تھا۔ وہاں تین آدمی موجود تھے ان میں سے ایک کے ہاتھ میں آری اور ہتھوڑا تھا مے کھوپڑی کاٹنے اور توڑنے میں مصروف تھا۔۔۔۔۔ اور اس طرح مصروف تھا جس طرح چھینی اور ہتھوڑی سے ٹائلس کاٹی یا توڑی جاتی ہیں۔

کھوپڑی کاٹنے والا ڈاکٹر کو خاصا طاقتور تھا مگر آری کند ہونے کی وجہ سے اسے دقت پیش آرہی تھی۔ سر کے چاروں طرف آری چلانے کے بعد جب اس نے کھوپڑی کو الگ کرنا چاہا تو وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ خاکروب مجھے بتانے لگا کہ کھوپڑی کے

بعض حصے ابھی تک نہیں کٹ سکے اس لئے کھوپڑی الگ نہیں ہو رہی۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر نے ہتھوڑی کے ساتھ بعض جگہوں پر ٹھوکر لگا کر ہاتھ سے جھٹکا دیا تو وہ اس طرح الگ ہوئی جس طرح گھڑے سے پیالہ اٹھالیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اس نے جھلی کو کاٹ کر دماغ نکال لیا پھر ایک تیز دھار آلے سے گردن کے نیچے سے لے کر ناف تک جسم چاک کر کے سینے کی ہڈی کو ہتھوڑی سے توڑ دیا۔ اب لاش کے اوپر والا حصہ پوری طرح چاک ہو چکا تھا۔ یہ لرزہ خیز منظر دیکھ کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میری حالت غیر ہونے لگی۔ خاکروب نے مجھے آواز دے کر کہا کہ جناب آپ نے ہمارے خاکروب کی مہارت دیکھی؟ میں نے حواس باختگی میں اس سے پوچھا کہ کیا یہ پوسٹ مارٹم کرنے والا ڈاکٹر نہیں؟ تو اس نے بتایا کہ آپ لوگ کمال کرتے ہیں میں نے پہلے نہیں آپ کو بتایا تھا کہ پوسٹ مارٹم کا سارا کام ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

خواتین کا پوسٹ مارٹم:

میں نے بڑی حیرانی سے اس سے پوچھا کہ کیا خواتین کی لاشیں بھی پوسٹ مارٹم کے لئے یہاں ہی لائی جاتی ہیں تو وہ کہنے لگا کہ جی ہاں پنجاب بھر سے پوسٹ مارٹم کے لئے خواتین کی لاشیں یہاں لائی جاتی ہیں اور خواتین کی لاشوں کا پوسٹ مارٹم بھی ہم خاکروب ہی کرتے ہیں۔

انسانی ہڈیوں کی خرید و فروخت:

اس کے بعد مختلف کمروں سے ہوتا ہوا ایک اور کمرے میں پہنچا تو وہاں سفید کپڑے کی ایک گھنٹی پڑی ہوئی تھی جب میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں چمکتی دکتی انسانی ہڈیاں تھیں۔ جب میں نے کھوج لگایا کہ یہ ہڈیاں اتنی صاف کیسے ہو گئی ہیں تو مجھے پتا چلا کہ بعض لاشوں سے جب گوشت اتار لیا جاتا ہے تو اس کے بعد ہڈیوں کو کھولنے پانی میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے ہڈیاں بالکل صاف ہو جاتی ہیں پھر یہ ہڈیاں میڈیکل سٹوڈنٹس یا جادو ٹونہ کرنے والوں کے ہاں فروخت کر دی جاتی ہیں۔

یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے:

محترم قارئین یہ صورتحال کسی غیر مسلم ملک کی نہیں بلکہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دل لاہور شہر کی ہے۔ جس میں یقیناً ہمارے ہی لوگ آتے ہیں اور ان کی لاشوں کا یہ حال ہوتا ہے یہ صورتحال تو ہے ڈرف ایک اناتومی اور مردہ خانہ کی نہ جانے ملک کے دیگر شہروں میں صورتحال اس سے بھی زیادہ خراب ہو۔

اب میں پوچھتا ہوں اہل پاکستان اور اہل اقتدار سے کہ کیا روشن خیال اور روشن پاکستان اسی کا نام ہے؟ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ کی اپنی لاش یا آپ کے کسی قریبی عزیز کی لاش کی اس طرح بے حرمتی ہو؟ اگر آپ اپنے لئے یہ پسند نہیں کرتے تو پھر دیگر پاکستانیوں کے لئے آپ کیوں کر ایسا کرتے ہیں۔

ڈاکٹر، عدلیہ اور انتظامیہ:

ڈاکٹر صاحبان عدلیہ اور پولیس انتظامیہ آخر اس طرح کے پوسٹ مارٹم اور ڈائی سیکشن سے کون سے جرائم پر قابو پانا چاہتی ہے؟ کیا یہ فقط غیر مسلم ممالک کی اندھی تقلید نہیں ہے؟ کیا یہ لاش کا مسئلہ کرنے کے ضمن میں نہیں آتا؟ رسول اللہ ﷺ نے تو مردہ کی ہڈی توڑنے کو زندہ کی ہڈی توڑنے کے جرم کے برابر قرار دیا ہے۔ جس قدر زندہ شخص کی حرمت و احترام ہے ویسے ہی مردہ کا بھی ہے تو کیا تقلید اغیار میں ہم اندھے تو نہیں ہو گئے؟ ہم سب لوگ مل کر اس صورتحال کی اصلاح کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ کیا جدید دور کا یہی تقاضا ہے کہ ہم اپنے دین ہی کے خلاف کرنا شروع کر دیں۔ (اسلام اور جدید میڈیکل سائنس ص ۱۳۱ طدار الاندلس لاہور)۔

سرجری آپریشن برائے تعلیم یعنی تشریح الاعضاء:

تشریح الاعضاء کی تعریف: وہ سرجری جو فن طب (ڈاکٹری) میں نظری اور عملی اعتبار سے مہارت حاصل کرنے کے لئے مردہ لاشوں پر بطور پریکٹیکل کی جاتی ہے۔

تشریح الاعضاء کا حکم:

انسانی اعضاء پر طبی مشق کرنا خواہ زندگی کی حالت میں ہو یا مرنے کے بعد دونوں طرح انسان کی بے حرمتی کی وجہ سے ناجائز ہے انسانی لاش کی چیر پھاڑ کرنا انسانی اہانت ہے کسی زندہ انسان کے علاج کے لئے مردہ انسان کی قطع و برید جائز نہیں نصوص شرعیہ اور فقہی روایات اس پر دال ہیں چند دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

دلیل نمبر (۱).....

” عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت أن رسول اللہ ﷺ قال کسر عظم الميت ککسرہ حیا“.

(رواہ مالک ص ۲۲۰ ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۰۲ ابن ماجہ ص ۱۱۷).

فیض القدیر میں یہ روایت کچھ زیادتی کے ساتھ ان الفاظ میں مروی ہے:

” قال عليه السلام كسر عظم الميت ككسره عظم الحي في الأثم كذا عن ام سلمةؓ “
(فيض القدير ص ۵۵۰)

مردہ انسان کی ہڈی توڑنے میں ایسا گناہ ہے جیسا کہ زندہ انسان کی ہڈی توڑنے میں۔
عقلی طور پر اس کی چار صورتیں نکلتی ہیں:

(۱)..... کسی زندہ آدمی کی ہڈی دوسرا انسان توڑ دے:

(۲)..... ایک آدمی کسی دوسرے مردہ انسان کی ہڈی توڑ دے:

(۳)..... آدمی خود اپنی زندگی میں اپنی کسی ہڈی کو توڑ دے:

(۴)..... یا مرنے کے بعد کسی کو توڑنے کی اجازت دے:

پہلی دو صورتیں تو حدیث کی صریح نص سے ثابت ہیں کہ جس طرح کسی زندہ انسان کی ہڈی توڑنا معصیت اور گناہ ہے اسی طرح مردہ انسان کی ہڈی توڑنا بھی معصیت اور گناہ ہے۔ آخری دونوں کا معصیت ہونا حدیث مذکورہ کی دلالت النص سے ثابت ہے۔ حدیث کی مکمل شرح پوسٹ مارٹم کے ذیل میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کی جائے:

دلیل نمبر ۲:..... مصنف ابن ابی شیبہ میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی مردہ انسان کو مرنے کے بعد ایذا پہنچانا ایسا ہی ہے جیسا کہ زندگی میں ایذا پہنچانا (امام مالک، ابو داؤد اور ابن حبان نے اس کو روایت کیا ہے)۔

حدیث سے واضح ہوا کہ انسانی اعضاء کی قطع و برید اور اس میں چیر پھاڑ جس طرح اس کی زندگی میں جائز نہیں۔ اسی طرح اس کے مرنے کے بعد بھی ناجائز بلکہ حرام ہے خواہ اس کی رضاء سے ہو یا بلا رضاء کیونکہ انسانی جسم کا قتل اور اعضاء میں قطع و برید کرنے کا اختیار کسی انسان کو حاصل نہیں جیسا کہ خود کشی کرنے کے متعلق حدیث سے معلوم ہوگا کیونکہ یہ تمام افعال مکرم انسان کے منافی ہے اور چونکہ مردہ انسان کو اس سے تکلیف ہوتی ہے تو اس قطع و برید میں اعضاء کو الگ کرنے میں اس کو ایک قسم کی تعذیب دینا ہے۔ اس لئے انسانی لاشوں پر طبی تجربہ کرنے میں لاش کی مکرم و تحریم کو پامال کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ:..... میت پر طبی تجربات کرنے میں دوسری بڑی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ میت اپنے کئی حقوق سے محروم رہتی ہے مثلاً ایسے میت اپنے کفن و دفن غسل، جنازہ وغیرہ سے محروم رہتا ہے حالانکہ میت کو غسل دینا، کفن و دفن کرنا، اس کا جنازہ پڑھنا مسلمانوں پر واجب ہے، اس لئے میت کی لاش پر طبی تجربہ کرنے کی صورت میں ان تمام چیزوں کا چھوڑنا لازم آتا ہے ایسے لاش کو نہ

تو سنت کے مطابق دفن کیا جاتا ہے اور نہ ہی اس کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد میں حصین بن دوح سے روایت ہے کہ طلحہ بن براء بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ ﷺ نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجھیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کی میت کے لئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (ابی داؤد جلد ۲ ص ۹۷ باب تعجیل الجناۃ ط مکتبہ رحمانیہ لاہور)۔

اسی طرح شعب الایمان امام بیہقی میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو۔ (بیہقی شعب الایمان بحوالہ معارف الحدیث)۔

علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ صرف جمع کے زیادہ ہونے کے لئے جنازہ میں تاخیر کرنا یہ بھی جائز نہیں ہے چنانچہ درمختار میں ہے۔

” وكره تاخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة “

(درمختار کتاب الجنازہ مطلب فی حمل لیت جلد ۳ ص ۲۳۲ ط ۱ بیچ ایم سعید کراچی)۔

اسی طرح نماز جنازہ پڑھ لینے کے بعد دفن میں تاخیر کرنا بھی مکروہ ہے چنانچہ امام نووی شرح المہذب میں تحریر فرماتے ہیں:

” اذا صلى عليه فالسنة ان يبادر بدفنه “

(المجموع شرح المہذب جلد ۵ ص ۲۴۳ ط دار الفکر بیروت)۔

اس لئے میت پر طبی تجربہ کرنے میں دوسری بڑی خرابی یہ پائی جاتی ہے کہ میت کو اس کے حق سے محروم رکھا جاتا ہے بلکہ ایسی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے لاش کو جلا دیا جاتا ہے یا اس کی ہڈیوں کو پانی سے صاف کر کے جادو گروں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے یا ویسے ہی پھینک دی جاتی ہیں۔

تیسری وجہ:..... ایک بڑی خرابی انسانی لاشوں پر میڈیکل پریکٹس کرنے میں یہ بھی ہے کہ میڈیکل پریکٹس کرنے والے مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی اسی طرح لاش مرد کی بھی ہوتی ہیں اور عورتوں کی بھی شرعی مسئلہ جو احادیث سے ثابت ہے اور جسے فقہاء کرام نے ذکر کیا ہے کہ ناف سے لیکر گھٹنوں تک کا حصہ مرد کا ستر ہے اور عورت کا ستر اس کا پورا بدن ہے بغیر ضرورت کے مثلاً

علاج وغیرہ کے کسی بھی مرد یا عورت کے ستر کی طرف دیکھنا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح کسی کی ستر کو چھونا بھی حرام ہے جبکہ لاش پر طبعی تجربہ کرنے کی صورت میں غیر کے ستر کی طرف دیکھنا اور چھونا لازم آتا ہے

جس طرح زندہ آدمی کی ستر پر نگاہ ڈالنا ناجائز ہے اسی طرح مردہ کے ستر پر نگاہ ڈالنا بھی ناجائز اور حرام ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سنن ابی داؤد میں ہے عن علیؓ ان النبی ﷺ قال لا تبرز فخذک ولا تنظر فخذ حیء ولا میت (ابی داؤد جلد ۲ ص ۹۵ کتاب الجنائز باب فی سترۃ لمیت عند غسلہ ط مکتبہ رحمانیہ) اے علی اپنی ران کسی کے سامنے ظاہر مت کر اور نہ کسی زندہ یا مردہ کی ران کی طرف نظر کر علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لغات میں فرماتے ہیں:

” دل علی ان المیت والحی سواء فی حکم العورة “

علامہ خلیل احمد سہانپوریؒ فرماتے ہیں:

” فدل هذا الحديث على ان الميت في حکم ستر العورة كالحر “

(بذل المجہود جلد ۵ ص ۱۹۱ ط مکتبہ قاسمیہ ملتان)۔

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ میت ستر عورت کے حکم میں زندہ کی طرح ہے یعنی جس طرح زندہ آدمی کا ستر دیکھنا گناہ ہے اسی طرح مردہ کا ستر دیکھنا بھی گناہ ہے

ترمذی شریف میں عبد اللہ بن عباسؓ سے مروی ہے:

” أن النبی ﷺ قال الفخذ عورة “ (ترمذی شریف جلد ۲ ص ۵۶۸)۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ران ستر ہے۔

اگر مرد مرد میت کی لاش پر تجربہ کرے گا تو ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ کھولنا اس کے لئے جائز نہیں ہے۔ لیکن لاش اگر عورت ہو تو پھر مرد کے لئے اس کا سارا جسم ستر ہے اس لئے عورت کی لاش پر طبعی مشق کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بہر حال تیسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ مردہ کی لاش پر طبعی مشق کرنے سے ایک حرام فعل ”النظر الی ستر الغیر“ کا ارتکاب لازم آئے گا جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

اشکال: اگر کسی کے ذہن میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ ڈاکٹر کو تو فقہاء کرام نے اجازت دی ہے کہ وہ بوقت ضرورت

مریض کے ستر پر نظر ڈال سکتا ہے تو یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے مریض کی صورت میں اس کی جان بچانا مقصود ہوتا ہے جبکہ یہاں ایسی کوئی صورت نہیں پائی جاتی۔ پھر وہاں پر ضرورت فی الحال موجود ہے جبکہ طبی مشق کی صورت میں فی الحال ضرورت یا اضطراری حالت نہیں ہے اس لئے یہ اشکال غلط اور بے بنیاد ہے۔

چوتھی وجہ: جو علماء یا جو حضرات لاش پر طبی مشق کرنے کو جائز کہتے ہیں کیا وہ اس بات کو اپنے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے لئے یہ بات پسند کریں گے کہ ان کی لاش کو تختہ مشق بنایا جاتا رہے اور بغیر کفن اور دفن کے ان کے رشتہ دار بھائی، بہن، والد، بیٹا، چچا، ماموں وغیرہ کی لاشوں کو ڈاکٹری پڑھنے والوں کے حوالہ کر دیں کوئی بھی آدمی یہ بات اپنے لئے یا اپنے رشتہ داروں کے لئے پسند نہیں کرتا تو پھر غیر لاوارث لاشوں کے ساتھ یہ ظلم کیسے روا رکھا جاتا ہے کیا وہ لاوارث انسان نہیں ہے۔

مردہ کی لاش پر میڈیکل پریکٹس کرنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء جواز کے قائل ہیں اور بعض عدم جواز کے: ” هیئۃ کبار العلماء بالمملکۃ العربیۃ السعودیہ، مجمع الفقہ الاسلامی بمکۃ المکرمہ، لجنة الافتاء بالأزھر بمصر “

بعض علماء نے علم طب سیکھنے کی غرض سے مردہ لاشوں کی چیر پھاڑ کی اجازت دی ہے ان کے نزدیک مذکورہ صورت جائز ہے البتہ علماء دیوبند کا رجحان یہ ہے کہ انسان کی لاش کی چیر پھاڑ کرنا جائز نہیں جن علماء نے طبی مشق کے لئے مردہ کی چیر پھاڑ کو ناجائز قرار دیا ہے ان میں سے:

” شیخ محمد بغیث المطیعی، الشیخ العربی بو عیاد الطبخی، الشیخ حسن بن علی السقاف، شیخ محمد بن عبد الوہاب بحیری، الشیخ محمد برہان الدین السنبھلی، مفتی رشید احمد لدھیانوی، مفتی محمود حسن گنگوہی “ - شامل ہیں۔

اکابر علماء کرام کے فتاویٰ جات اس کے عدم جواز کے بارے میں حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ کا فتویٰ:

کفایت المفتی جدید میں ہے: میت کے احترام کا حکم، عورت میت کے پردہ کے احکام، طبی معائنہ کی شرعی حیثیت، غیر محرم کا عورت کی میت کا معائنہ کرنا:

سوال: (۱) موت واقع ہو جانے کے بعد میت کے احترام کے متعلق کیا حکم ہے؟

سوال: (۲) مسلمان عورت کی میت کے احترام اور پردے کے احکام کیا ہیں؟

سوال: (۳) لاش کا طبی معاینہ (جس میں لاش کو چہرہ پھاڑ کر اندرونی حصہ دیکھتے ہیں) کس حکم شریعت کے ماتحت آتا ہے؟ کیا نامحرم مرد کے ہاتھوں میں عورت کی برہنہ میت کا جانا، بطریق مذکور اس کا معاینہ جائز ہے؟

جواب: (۱) مسلمان میت کی نعش کا احترام مثل زعمہ کے احترام کے بلکہ بعض صورتوں میں اس سے بھی زیادہ لازم ہے (مثلاً جنازہ سے آگے چلنا اور قبرستان میں چار پائی کو رکھنے سے پہلے بیٹھنا وغیرہ میت کے احترام کی وجہ سے منع ہے)

جواب: (۲) مسلمان میت اگر عورت ہو تو اس کے پردے اور ستر کے احکام زندگی کے احکام سے بھی زیادہ سخت ہو جاتے ہیں یعنی اس کا شوہر بھی اس کے نچے جسم کو ہاتھ نہیں لگا سکتا۔

فی الدر المختار شرح تنویر الابصار باب الجنازہ و يمنع زوجها من غسلها ومسها

جواب: (۳) طبی معاینہ کی بہت سی صورتیں شرعی ضرورت کے بغیر واقع ہوتی ہیں جو ناجائز ہیں اور اگر کوئی خاص صورت شرعی ضرورت کے ماتحت جائز بھی ہوتی ہے اس میں شرعی احکام متعلقہ ستر و احترام میت کا التزام ضروری ہوگا، اس میں شبہ نہیں کہ میت کے جسم کو پھاڑنا چیرنا اس کے احترام کے منافی ہے اور جب تک ایسی کوئی قوی وجہ نہ ہو کہ اس کے سامنے اس بے حرمتی کو نظر انداز کیا جاسکے چہرہ پھاڑنا جائز و مباح نہیں ہو سکتی:

فی فتح القدیر: ” فی العجنیس من علامۃ النوازل امرأۃ حامل ماتت واضطرب فی بطنها شیء وکان رایہم انه ولد حی شق بطنها “

(۴) عورت کی برہنہ میت غیر محرم میت مرد کے ہاتھوں میں جانا تو درکنار اس کی نظر کے نیچے بھی نہیں جاسکتی:

” قال اللہ تعالیٰ: یا ایہا النبی قل لازواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدلین علیہن من جلابیبہن “ (کفایت المفتی جدید جلد ۴ ص ۲۰۰ طدار الاشاعت کراچی)۔

مولانا اشرف علی تھانوی کا فتویٰ:

انسان (مجموع اجزاء) محترم ہے، خواہ کافر ہو یا مسلمان زعمہ ہو یا مردہ کو جلانا، لاش کو بچپنا یا خریدنا، مردہ کا ڈھانچہ بغرض تشریح مطب میں رکھنا، بچ کو تاول فیکہ مرنہ جائے پیٹ سے کاٹ کر نکالنا، عورت کا دودھ سوائے نچے کے ایام رضاع میں پینا یا خارجا

استعمال کرنا، مثلاً آنکھ یا کان میں ڈالنا سب ناجائز ہیں۔

(بہشتی زیور حصہ ۹، طبی جوہر، حیوان کا بیان ص ۶۵۸ طدار الاشاعت کراچی)۔

مفتی محمود حسن کنگوہی کا فتویٰ:

فتاویٰ محمودیہ میں ہے طبی تجربہ کے لئے لاش چیرنا:

سوال: طبی اغراض کے لئے مردہ انسانوں کی لاش کا چیرنا پھاڑنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلحاً: شریعت نے مردہ انسانوں کا احترام اسی طرح ضروری قرار دیا ہے جس طرح زندہ کا، پس محض طبی تجربات کے لئے مردوں کا چیرنا پھاڑنا جائز نہیں۔ امام مالکؒ مؤطا میں بروایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تحریر فرماتے ہیں۔

” کسر عظم المسلم ميتاً ككسره وهو حي قال مالك تعني في الاثم ، قال الباجي يريد ان له من الحرمة في حال موته مثل ماله منها حال حياته وان كسر عظامه في حال موته يحرم كما يحرم كسرها حال حياته والهما لا يتساويان في القصاص وغيره وانما يتساويان في الاثم وقال الزرقاني في الاتفاق على حرمة فعل ذلك به في الحيوة والموت لا في القصاص ولدية فمرفوعان عن كاسر عظم الميت اجماعاً وحاصله ان عظم الميت له حرمة مثل حرمة عظم الحي لكن لا حياة فيه فكان كاسره في انتهاك الحرمة ككاسره عظم الحي وعدم القصاص والارض لانعدام المعنى الذي يوجه من الحيوة قال الطيبي ” اشارة الى انه لا يهان ميتاً كما لا يهان حياً “ (اوجز السالك جلد ۳ ص ۵۰۷)۔

وفی رد المحتار: الآدمی مکرم شرعاً وان کان کافراً والمراد تکریم صورته وخلقه وکذا لم یجز کسر عظام میت کافر انتهى “ (رد المحتار جلد ۳ ص ۲۳)۔

البتہ اگر کسی عورت کے پیٹ میں بچہ ہو اور عورت مر جائے تو پیٹ چاک کر کے بچہ نکال لیا جائے گا، اگر عورت تو زندہ ہے لیکن بچہ پیٹ میں مر جائے تو بچے کو کھڑے کھڑے کر کے نکال لیا جائے گا، بلا قصد اگر کوئی شخص کسی کا موتی نکال لے اور پھر مر جائے تب بھی پیٹ چاک کر کے موتی نکالنا درست نہیں، کیونکہ حرمت مال سے حرمت نفس اعظم ہے، حاصل یہ نکلا کہ اگر مردہ انسان سے زیادہ قابل لحاظ شے بغیر لاش چیرے فوت ہوتی ہو تب تو لاش کا چیرنا درست ہے ورنہ نہیں۔

” رجل ابتلع درة رجل فمات المبتلع فان ترك مالا كانت قيمة الدرّة في تركته وان لم يترك مالا لا يشق بطنه لان الشق حرام وحرمة النفس اعظم من حرمة المال وعليه قيمة الدرّة لانه استهلكها وهي ليست من ذوات الامثال فكانت مضمونة بالقيمة فان ظهر له مال في الدنيا قضى منه والا فهو مأخوذ به في الآخرة، حامل ماتت فاضطرب في بطنها ولد فان كان في اكبر الراى.. انه حتى يشق بطنها لانا بتلينا ببلتين فتختار او هونهما وشق بطن الام الميتة اهون من هلاك الولد الحي“
(بدائع الصنائع جلد ۵ ص ۱۲۹)۔

” حامل ماتت وولدها حتى يضطرب شق بطنها من الايسر ويخرج ولدها ولو بالعكس وخيف على الام قطع واخرج ولو ميتا والا لا كما في كراهته الاختيار اه در مختار (قوله بالعكس) بان مات الولد في بطنها وهي حية (قوله قطع) بان تدخل القابلة يدها في الفرج وتقطعه بالفي يدها بعد تحقق موته (قوله والا لا) اي لو كان حيا لا يجوز تقطيعه لان موت الام به موهوم، فلا يجوز قتل آدمي حتى لا موهوم، اه شامی “ - (جلد ۱ ص ۹۳۸)۔

حتى کہ اگر حاملہ عورت ایام پورے ہونے کے بعد مری اور بچہ اس کے پیٹ میں متحرک تھا، اس کو دفن کر دیا گیا، پھر کسی نے خواب میں دیکھا کہ عورت کا بچہ پیدا ہو گیا تو اس خواب میں قبر کو کھودنا جائز نہیں، کیونکہ اگر یہ خواب صحیح ہے تب بھی بچہ کے زندہ رہنے کی توقع نہیں، بلکہ ظن غالب ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوگا اور قبر کھودنے میں لاش کی توہین ہے۔

” حامل ماتت وقد أتى على حملها تسعة اشهر، وكان الولد يتحرك في بطنها، فدفنت ولم يشق بطنها، ثم رويت في المنام انها تقول: ولدت، لا ينش القبر لان الظاهر انها لو ولدت كان المولود ميتا اه “ - (پ فتاویٰ قاضی خان جلد ۱ ص ۲۲۹) - (فتاویٰ محمودیہ جدید جلد ۱۸ ص ۳۳۰ طدارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)۔

مفتی محمود حسن گنگوہی کا دوسرا فتویٰ:

طبی تحقیق کے لئے میت کو چیرنا:

سوال: تحقیق طلب امر یہ ہے کہ طبیہ کالجوں میں آج کل فن تشریح پڑھانے کے لئے مردہ کا ڈھانچہ سامنے رکھا جاتا ہے اور اس کی چیر پھاڑ کر کے طلباء کو سمجھایا جاتا ہے اور یہ چیز آج کل طبی تعلیم کے لئے ضروری ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ شرعاً مردہ جسم کی بیع و شراء اور اس کا طبیعہ کالج میں رکھنا اور چیر پھاڑ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 بہشتی زیور حصہ ۹ ص ۱۰۳ طبعی جوہر میں اس کو ممنوع لکھا ہے لیکن موجودہ دور میں اس سے بچنا مشکل ہے اگر کوئی جواز کی صورت ہو تو
 تحریر مدلل فرما کر ممنون فرمائیں۔
 محمد عبداللہ رحمت

الجواب حامداً ومصلياً: مردہ کی بیع و شراء جائز نہیں باطل ہے طبی تعلیم کے لئے اس کو سامنے رکھ کر چیر پھاڑ کے تجربہ و مشق کے لئے بھی
 جائز نہیں، اس نوع کی تعلیم ہی واجب نہیں کہ اس کی خاطر حرام فعل کو جائز کرنے کی کوشش کی جائے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۸ ص ۲۳۳)۔
 مفتی رشید احمد لدھیانویؒ کا فتویٰ:

احسن الفتاویٰ میں ہے:

سوال: میڈیکل کی تعلیم جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا
 الجواب باسم ملہم الصواب: مردوں کی چیر پھاڑ کرنا انسانی ڈھانچے کی بے حرمتی ہے اس لئے جائز نہیں ہے۔ اگر جانوروں کے
 پلاسٹک کے ڈھانچے استعمال کئے جائیں تو ڈاکٹری پڑھنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۸ ص ۲۳۳)۔

مولانا یوسف لدھیانویؒ کا فتویٰ:

آپ کے مسائل اور ان کا حل میں ہے:

سوال: آج کل جو ڈاکٹر بننے ہیں مختلف قسم کے تجربات کرتے ہیں۔ جس میں پوسٹ مارٹم بھی شامل ہے جس میں
 انسانی اعضاء کی بے حرمتی ہوتی ہے یہ کہاں تک درست ہے قرون اولیٰ میں اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے؟
 بعض حضرات کا کہنا ہے کہ مسلمان کی لاش پر تجربات نہیں کئے جاسکتے اور غیر مسلم کی لاش پر کر سکتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے؟
 جواب: انسانی لاش کی بے حرمتی جائز نہیں ہے نہ مسلمان کی نہ غیر مسلم کی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ ص ۱۲۵)۔

حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحبؒ کا فتویٰ:

خیر الفتاویٰ میں ہے:

ڈاکٹر کو ایک مریضہ کی تشفی کے لئے عموماً یہ صورت پیش آتی ہے کہ اس کو مریضہ کے سارے جسم کا ہاتھوں سے معائنہ کرنا پڑتا ہے یہاں تک کہ بعض حالات میں اعضاء مخصوصہ کا معائنہ بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اور سب میں مہارت حاصل کر نیکے لئے مردہ جسم پر عمل جراحی کروائی جاتی ہے براہ کرم جواب مفصل مرحمت فرمائیں؟

الجواب:..... مرض کی تشفی اور اس کے علاج کے لئے جن اعضاء کا چھونا یا دیکھنا لازمی ہو تو مجبوری کی حالت میں ان کے دیکھنے اور چھونے کی اجازت ہے (جبکہ بدون اس کے تشفی و علاج درست نہ ہو سکتا ہو) البتہ انسانی جسم پر عمل جراحی برائے مہارت سو بوجہ ذیل شرعاً اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

(وجہ اول)..... مسلمان میت کو غسل دینا کفن پہنانا اور پھر دفن کرنا شرعاً تمام اہل اسلام کے ذمے فرض کفایہ قرار دیا گیا ہے کما فی الدر المختار وغیرہ من المعبرات اور عمل جراحی کی مشق کے لئے مردہ جسم کو محفوظ رکھنے کے ساتھ احکام بالا کی تعمیل کا ہونا ممکن نہیں۔

(وجہ دوم)..... حق تعالیٰ سبحانہ نے انسان اور باقی تمام اشیاء (مثلاً معدنیات، نباتات، حیوانات) کے مقاصد تخلیق میں بنیادی فرق رکھا ہے پورے عالم میں پھیلی ہوئی اجناس مقدرہ کی ان گنت اشیاء کو اس لئے وجود میں لایا گیا تاکہ مختلف انسانی حاجات کی براری اور زندگی کے گونا گوں تقاضوں کی تکمیل ہو سکے قرآن کریم میں ہے:

”هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً“

(۲) ”وَسَخَّرَ لَكُمْ مِمَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمِمَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً“

لوہا پتیل، چاندی، سونا اور تمام معدنیات اناج غلے سبزیاں اور دیگر نباتات اسی طرح حیوانات ان سب اشیاء کو انسان کے تصرف میں دے دیا گیا ہے انسان مختلف طریقوں سے اپنی زندگی کو باضابطہ آسودہ اور محفوظ بنانے کے لئے ان اشیاء کو استعمال میں لاتا ہے کوئی چیز نہیں کر کام آتی ہے کوئی کٹ کر کسی کو گرم کر کے کارآمد بنایا جاتا ہے، کسی کو ٹھنڈا کر کے، کسی چیز کو چیر پھاڑ کر کام میں لایا جاتا ہے۔ تو کسی کو کسی کر کسی کو پرو کر کہیں تحلیل ہوتی ہے کہیں ترکیب و تجزیہ ہوتا ہے کہیں تنقید۔ الغرض ان اشیاء کو انسان کے استعمال ہی کی غرض سے پیدا کیا ہے اور ان کی حیثیت محض سامان زندگی اور متاع انسانی ہونے کی ہے پس ان میں سب تصرفات درست ہیں بخلاف انسان کے کہ اسے خداوند قدوس نے سامان اور متاع کی حیثیت سے نہیں پیدا کیا کہ

ضروریات زندگی میں اسے بھی چیر پھاڑ کر یا خوث چھان کر یا گلا گھٹلا کر لگایا یا استعمال کیا جاسکے بلکہ انسان کو صاحب متاع اور فطرتی طور پر ان اشیاء میں تصرف کنندہ بنایا ہے۔ اسی بنیادی فرق کی وجہ سے اسے تکریم خداوندی کا مورد ٹھہرایا گیا ہے دیکھئے آیت میں اسی خصوصیت انسانی پر کس مراحت سے نص کی گئی ہے:

“ ولقد کرمنا بنی آدم وحملناہم فی البر والبحر ورزقنہم من الطیبۃ..... (الخ)

اور کچھ ایسے ہی فطرتی تفوق اور فضائل کی بناء پر تکریم سے بڑھ کر خلافت خداوندی کا تاج اس کے سر پر رکھا گیا ہے:

” واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ “ (پارہ ۱)

پس انسان کی اس متصرفانہ حیثیت اور دیگر اشیاء کی اس خادمانہ حیثیت اور متاعی حیثیت کو برقرار رکھنا صریح تقاضائے فطرت اور عین منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔ جب بھی ان میں سے کسی ایک نوع کو اس کے فطرتی مقام سے پست و بالا کیا جائے گا تو قانون فطرت کی خلاف ورزی اور حدود خداوندی کی شکست و ریخت لازم آئے گی اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسانی جسم پر عمل جراحی کی مشق یہ اسے دائرہ انسانیت سے نکال کر متاع و جمادات کی نوع میں داخل کرنا ہے تو کسی انسان یا کسی خاص طبقہ انسانی کو یہ کیسے حق دیا جاسکتا ہے کہ وہ اپنی فنی تکمیل کے لئے کسی دوسرے انسان یا اس کے کسی عضو کو تختہ مشق بنائے اور اس کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو ایک لوہار لوہے کے ساتھ یا ایک بڑھئی لکڑی کے ساتھ یا ایک درزی کپڑے کے ساتھ اور ایک قصاب گوشت کے ساتھ کرتا ہے آخر خدا کی حدود کی شکست و ریخت کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔

(وجہ سوم)..... مردہ انسان کو عمل جراحی کے لئے تختہ مشق بنانے میں انسانی جسم کی توہین و تذلیل ہے جو کہ مقام تکریم کے قطعاً خلاف ہے پس عدم جواز ظاہر ہے

(وجہ چہارم)..... بعض احادیث میں آتا ہے کہ مردہ کی روح بھی اسی طرح درد و الم کو محسوس کرتی ہے جیسا کہ زندہ انسان کی روح اور مردہ کو بھی ایذا پہنچتی ہے اور عمل جراحی میں ایذا ہونا ظاہر ہے اور ایذا سے احتراز کرنا واجب ہے۔

(وجہ پنجم)..... کوئی سلیم الفطرت اپنے ساتھ یا اپنے کسی عزیز کی لاش کے ساتھ اس معاملہ (عمل جراحی معبود) کو پسند نہیں کرتا تو جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی تو آخر لاوارث اور غرباء کی لاشوں کے لئے وہ کیسے پسند کی جاتی ہے؟ اسلام کی نظر میں نفس ہونے کی حیثیت سے شاہ و گدا، امیر و غریب، زبردست و زیر دست سب برابر ہیں اور انسانی حقوق میں سب یکساں ہیں۔

(وجہ ششم) لاوارث غرباء کی لاشوں کے ساتھ یہ معاملہ کرنا قساوت قلبی اور سخت معاشرتی بے رحمی ہے معاشرہ کا فرض ہے کہ لاوارث لاشوں کا اسی طرح احترام کرے جیسا کہ ہر شخص اپنے اقرباء کی لاشوں کا کرتا ہے اقرباء کی لاشوں کا انتہائی احترام کرنا اور لاوارث نعشوں کو فنی تکمیل کی سمینٹ چڑھا دینا آخر یہ کہاں کا انصاف ہے اور انسانی ہمدردی کی کونسی قسم ہے غرباء پروری اور رحمتی کی کونسی نوع ہے۔

مختصر تحریر ہوا امید ہے کہ انسانی مردہ جسم پر عمل جراحی کی شرعی حیثیت کے بارے میں آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے۔

سوال: اس پر قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے کہ جب یہ عمل جراحی مذکورہ ناجائز ہے تو فن جراحی میں تکمیل کی کیا صورت ہوگی۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہی محدود ہے کہ بدوں اس کے تکمیل و تحصیل فن ممکن نہیں۔

ثانیاً یہ کہ یہ ایک مشترک انسانی حاجت ہے اس کے لئے کوئی جائز طریقہ تجویز کرنا ماہرین فن کا کام ہے اگر کہا جائے کہ تکمیل مذکور کے لئے کوئی دوسرا طریقہ تجویز کیا جانا دشوار ہے تو جواب یہ ہے کہ ناجائز سہل کے مقابلے میں جائز دشوار کو اختیار کرنا عین عقلی تقاضا ہے اور انسانی خصوصیت ہے آخر چوری اور جائز کسب میں یہی فرق تو ہے، دیگر واضح رہے کہ یہ مشکل شریعت کی طرف سے نہیں بلکہ موجودہ نظام تعلیم کو ترتیب دینے والوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے موجودہ نظام تعلیم کی ترتیب کے وقت جائز و ناجائز کی تفریق کو پیش نظر نہیں رکھا یہ تو درکنار جو بیچارے غالباً اس کے ابتدائی شعور سے بھی بے بہرہ ہوں گے، تو ایسے لوگوں کا مرتب کردہ کوئی نظام جب بھی ان لوگوں پر چالو کیا جائے گا جو لوگ جائز و ناجائز کی تفریق کے قائل ہیں آخر مشکلات اور دشواریاں ہی تو پیش آئیں گی۔ ” فالی اللہ المشتکی واللہ اعلم بالصواب “

(خیر الفتاویٰ جلد ۳ ص ۳۱ ط مکتبہ امدادیہ ملتان)۔

(جاری ہے)۔